پر زیادہ پذیرائی حاصل ہے۔ (اگرچہ کافروں کی مرضی کے خلاف نتائج نکلنے کی صورت میں اس کے اصولوں کا برملاستیاناس کیا جاتا ہے۔)

جمہوری نظامِ حکومت کو تیونس اور مصر وغیرہ کے حالیہ واقعات نے مزید مہمیز دی ہے اور ہمیں بھی امید ہے کہ سابقہ ڈکٹیٹر شپ کے مقابلے میں اب نسبتاً بہتر نظامِ حکومت تشکیل پائے گا۔ ان شاء اللہ

لیکن ان لوگوں کی نادانی و کم ظرفی پر جتنا افسوس کیا جائے کم ہے' جو نظامِ شریعت اسلامیہ پر بھی خانہ ساز ''جمہوریت'' کو ترجیح دیتے ہوئے سعودی عرب جیسے اسلامی ملک میں بھی حکومت مخالف مظاہرے کروانا چاہتے ہیں۔

پتہ نہیں ایسے بداندیش لوگ مقدس حرمین شریفین پر مشتمل اس اسلامی ملک میں اوباما اور ٹونی کی پسندیدہ جمہوریت نافذ کروا کے کیا کچھ حاصل کرنے کے خواہاں ہیں؟ کیا سعودی عرب میں واقع ہونے والے مثلاً سالانہ دس قتل کے واقعات کو ترقی دے کر امریکہ اور برطانیہ کے برابر روزانہ سینکڑوں تک پہنچانے کے آرزومند ہیں؟ سالانہ پانچ چوریوں پر ان کے دل کو سکون نہیں ملتا؟ جبھی تو وہ اس جرم کو روزانہ ہزاروں تک بڑھانے کے لیے پیچ و تاب کھا رہے ہیں؟ یا وہ اپنے ملکوں میں جرائم کی بلند سطح کے مقابلے میں سعودی عرب میں جرائم کی نہایت کم سطح پر حسد کرتے ہیں؟ یا انہیں جمہوریت نواز دنیا کے حالات کا کوئی پتہ نہیں ہے؟

بہرحال موجودہ صورتحال میں، جبکہ دنیا بھر میں امن وامان اور سکون واطمینان جنس نادر بن چکا ہے؛ سعودی عرب کی شاہی حکومت نسبتاً سب سے بہتر فلاحی اور مثالی مملکت ہے۔ اس کے خلاف ہر سازش کے پیچھے حسد یا بدنیتی کے علاوہ کوئی مثبت جذبہ کارفرما نہیں ہوسکتا۔

لہٰذا تمام اہل اسلام پر لازم ہے کہ اس حکومت کے خلاف ہر قسم کی ریشہ دوانیوں کی حوصلہ شکنی کر کے حرمین شریفین کے پاسبان اس پُرامن ملک کو مزید بہتر، مضبوط تر اور قائدانہ شان کا حامل بنانے میں پُرخلوص تعاون کریں۔

اللہ رب العزت اس اسلامی ملک کو اعلیٰ مقاصد میں مزید کامرانی سے ہمکنار کر دے اور امت اسلامیہ کو اسلامی نظامِ حکومت کے نفاذ اور اس کی حمایت کرنے کی توفیق مرحمت فرمائے۔ آمین

درسِ قرآن

تراشِ رحمانی در فوائدِ قرآنی

دکتور/اسماعیل محمد امین

﴿وأقیموا الصلوٰۃ واٰتوا الزکوٰۃ وارکعوا مع الراکعین﴾ [البقرۃ ۴۳]

ترجمہ: ''اور نماز قائم کرو اور زکاۃ ادا کرو اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرو۔''

سابقہ آیات سے ربط اور مختصر تفسیر:

سابقہ آیات میں اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو اپنی نعمتیں یاد دلا کر آخری شریعت پر ایمان لانے کی دعوت دیتے ہوئے پہلے اعتقاد اور ایمان کو درست کرنے کا حکم دیا، نیز یہ کہ اللہ کی بھیجی ہوئی شریعت کو اصلی صورت میں لوگوں کے سامنے پیش کریں۔ اب زیرِ تفسیر آیت مبارکہ میں انہیں اعمال صالحہ کی تلقین کی جا رہی ہے۔ چنانچہ انہیں پابندی سے نماز پڑھنے اور زکاۃ ادا کرنے کا حکم ہوا۔ [معارف القرآن]

(وأقیموا الصلوٰۃ) میں (أقیموا) اقامت سے مشتق ہے جس کے لغوی معنی سیدھا کرنے اور رکھنے کے ہیں اور (الصلوٰۃ) لغۃ ''دعا'' کو کہا جاتا ہے اور شرعی اصطلاح میں ان خاص اقوال اور افعال کو کہا جاتا ہے جو تکبیر سے شروع اور تسلیم پر اختتام پذیر ہوتے ہیں۔ اس عمل کو (الصلاۃ) اس لیے کہا گیا ہے کہ نماز دعاؤں پر مشتمل ہوتی ہے اور نماز دعائے سوال، دعائے عبادت یا دعائے ثناء سے خالی نہیں ہوتی۔ [الملخص الفقھی ۱/ ۶۷-۶۸]

کتاب وسنت میں نماز کے لیے ''اقامت'' کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ صرف نماز کا پڑھ لینا نہیں؛ بلکہ نماز کو بالالتزام مکمل آداب وشرائط اور واجبات وارکان کا خیال رکھتے ہوئے پابندی کے ساتھ با جماعت مسنون طریقہ کے مطابق ادا کرنا ''اقامت صلاۃ'' کہلاتا ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ''اقامت الصلاۃ سے مراد نماز میں رکوع وسجود کو مکمل کرنا اور پوری توجہ اور خشوع وخضوع کے ساتھ نماز پڑھنا ہے۔'' امام قتادۃ فرماتے ہیں: ''وضو مکمل کرنا اور نماز میں رکوع وسجود مکمل کرنا اور اوقاتِ نماز کا خیال رکھنا اقامت الصلاۃ کہلاتا ہے۔'' [تفسیر ابن کثیر]

(وأقیموا الصلوٰۃ) میں فرض اور نفل نماز دونوں شامل ہیں۔ [تفسیر ابن العثیمین]

(واٰتوا الزکوٰۃ): (اٰتوا) بمعنی (أعطوا) ہے یعنی زکاۃ دے دو۔ (الزکوٰۃ) لغۃ بڑھنا، نشو ونما پانا، پاک کرنا ہے۔

اور شرعی اصطلاح میں زکاۃ اغنیاء کے اموال سے اس مخصوص حق واجب کو کہا جاتا ہے جو مخصوص شروط اور نصاب مکمل ہونے پر وصول کر کے مخصوص اصناف میں تقسیم کیا جاتا ہے۔اللہ تعالیٰ نے ان اصناف کی تحدید سورۃ توبہ آیت نمبر ۶۰ میں کی ہے۔☆ اور زکاۃ کی ادائیگی سے بقیہ مال پاک ہوتا ہے اور مسلمان گناہوں سے بھی پاک ہوجاتا ہے اور بقیہ مال میں بھی برکت آتی ہے۔اس لیے اسے ''زکاۃ'' کہا گیا ہے۔جیسا کہ اللہ کا فرمان ہے:﴿خذ من أموالهم صدقة تطهرهم و تزكيهم بها﴾[التوبة ۱۰۳] ارشاد نبوی ہے:''مانقصت صدقة من مال''[تفسیر القرطبی،المخلص الفقھی ۲۲۲/۱]

زیر تفسیر آیت مبارکہ میں''زکاۃ'' سے مراد اکثر علماء کے نزدیک فرض زکاۃ ہے اور امام مالک کے نزدیک زکاۃ الفطر ہے اور بعض کے نزدیک دونوں معنی شامل ہیں۔[القرطبی، الشوکانی]

(واركعوا مع الراكعين) (واركعوا) رکوع سے مشتق ہے اور رکوع کے لغوی معنی''جھکنے'' کے ہیں اور اس معنی کے اعتبار سے یہ لفظ سجدہ پر بھی بولا جاسکتا ہے؛ کیونکہ وہ بھی جھکنے کا انتہائی درجہ ہے۔مگر اصطلاح شرع میں اس خاص جھکنے کو کہتے ہیں جو نماز میں معروف ہے۔رکوع میں مسنون طریقہ یہ ہے کہ پیٹھ کو جھکا کر گردن کو پشت کی سیدھ میں رکھنا اور ہاتھوں سے گھٹنے کو پکڑ کر انگلیوں کو کھلا رکھنا اور اطمینان کے ساتھ تسبیحات پڑھنا۔امام ابن جریر اس کی تفسیر میں فرماتے ہیں''تم مسلمانوں کے ساتھ اسلام قبول کرو اور اطاعت کے ذریعے اللہ کے سامنے جھک جاؤ۔'' حافظ ابن کثیر فرماتے ہیں'' اچھے اعمال میں ایمانداروں کا ساتھ دو،ان میں سے بہترین عمل نماز ہے۔''

آیت مبارکہ میں رکوع کا خصوصی ذکر کرنے میں علماء سے مختلف توجیہات منقول ہیں:

۱۔ رکوع نماز کا ایک رکن ہے، یہاں ایک جزء بول کر کل نماز مراد لی ہے، جیسا کہ ﴿قرآن الفجر﴾ سے پوری نماز فجر مراد ہے اور بعض نصوص میں ''سجدة'' کے لفظ سے پوری رکعت یا نماز مراد ہے۔

۲۔ یہود کی نماز میں سجدہ وغیرہ ہوتا تھا مگر رکوع نہیں تھا، رکوع اسلامی نماز کی خصوصیات میں سے ہے، اس لیے (الراكعين) کے لفظ سے امت محمدیہ کے نمازی ہی مراد ہوں گے جن کی نماز میں رکوع بھی ہے؛ لیکن اس توجیہ کو شیخ ابن العثیمین نے ضعیف قرار دیتے ہوئے فرمایا ہے کہ سابقہ امم کی نمازوں میں بھی رکوع ہوتا تھا، جیسا کہ اللہ نے حضرت مریم

☆ اس آیت کریمہ کی روشنی میں ''مصارف زکاۃ'' پر بحث التراث شمارہ 35 میں گزر چکی ہے، جس میں ﴿في سبيل الله﴾ کی عمومیت پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ اور یہ الگ کتابچے کی صورت میں بھی دستیاب ہے۔

سے فرمایا﴿یامریم اقنتی لربک واسجدی وارکعی مع الراکعین﴾[آل عمران ۴۳،انظر تفسیر ابن جریر،ابن کثیر، القرطبی، البغوی،معارف القرآن ، ابن العثیمین]

آیت مبارکہ سے مستنبط فوائد:

فائدہ نمبر۱: سابقہ آیات مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو آخری شریعت پر ایمان لانے کی دعوت دی، پھر انہیں حق کو واضح طور پر لوگوں تک پہنچانے کا حکم دیا اور اب زیرِ تفسیر آیت مبارکہ میں انہیں نماز قائم کرنے اور زکاۃ ادا کرنے کی دعوت دی جارہی ہے۔ان آیات کے ربط سے دعوت دین کا صحیح منہج واضح ہوتا ہے کہ کسی کو اسلام کی طرف دعوت دینا ہو تو سب سے پہلے ایمان اور اصلاح عقیدہ کا حکم دیا جائے گا، جب عقیدہ درست ہوجائے تو اسے اعمال کی تلقین کی جائے گی۔اعمال میں سب سے پہلے نماز پھر زکاۃ کی طرف دعوت دی جائے گی؛ کیونکہ ''اصلاح عقیدہ'' کو اسلام میں بنیادی حیثیت حاصل ہے اور صحیح عقیدے کے بغیر کوئی عمل اللہ کے ہاں قابل قبول نہیں، جیسا کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو یمن بھیجتے ہوئے فرمایا:'' آپ کو اہل کتاب کی طرف داعی بنا کر بھیج رہا ہوں، پس آپ کی پہلی دعوت توحید اور رسالت کی طرف ہونی چاہیے، اگر وہ اسے قبول کرلیں تو نماز قائم کرنے پھر زکاۃ کی ادائیگی کی طرف دعوت دیں۔''

فائدہ نمبر۲: (واقیموا الصلوٰۃ) اصلاح عقیدہ کے بعد اللہ نے بنی اسرائیل کو نماز قائم کرنے کی دعوت دی۔کیونکہ تمام اعمال میں سب سے زیادہ اہمیت والی عبادت نماز ہے۔صحیح سند سے حضرت عبد اللہ بن شقیق سے مروی ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نماز کے علاوہ کسی عمل کے ترک پر کفر کا فتویٰ نہیں دیتے تھے۔[الترمذی ح: ۲۶۲۲] اور نماز امم سابقہ پر بھی فرض تھی۔نماز اللہ تعالیٰ اور بندے کے درمیان مضبوط رابطہ قائم کرنے والی اہم چیز ہے اور یہ دن میں پانچ مرتبہ متعین اوقات میں ادا کی جاتی ہے۔اسے نبی ﷺ نے ''عمود الإسلام'' یعنی اسلام کا ستون قرار دیا۔اور یہ عمل اسلام میں سب سے آخر میں ناپید اور مفقود ہوجائے گا۔یعنی جب نمازی ختم ہوں گے تو قیامت برپا ہوگی۔حضرت ابوھریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: بیشک روزِ قیامت سب سے پہلے بندے سے نماز کا حساب لیا جائے گا، اگر یہ صحیح نکلی تو باقی اعمال درست ہوں گے اگر یہ درست نہ نکلے تو باقی سارے اعمال بھی خراب ہوجائیں گے اور یہ بندۂ مسلم اور کافر کے درمیان حدفاصل ہے۔ [صحیح مسلم ح: ۱۳۴۶، سلسلة الاحادیث الصحیحة ح۱۷۳۹، ۱۳۵۸، ۱۷۴۸]

فائدہ نمبر۳: (واٰتوا الزکوٰۃ) نماز کے بعد زکاۃ کی اہمیت کی وجہ سے بنی اسرائیل کو زکاۃ کی ادائیگی کی تلقین کی

جارہی ہے۔ بلکہ یہ نماز کی قرین ہے یعنی کتاب وسنت میں زکاۃ کا تذکرہ نماز کے ساتھ کثرت سے آیا ہے۔ اسی سے استدلال لیتے ہوئے خلیفۃ الرسول ﷺ ابوبکر الصدیق ؓ نے مانعین زکاۃ کے ساتھ قتال کا اعلان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

" واللہ لأقاتلن من فرّق بين الصلاۃ والزكاۃ فإن الزكاۃ حق المال " اللہ کی قسم میں اس شخص سے ضرور قتال کروں گا جو زکاۃ اور نماز کے درمیان فرق کرتے ہوئے زکاۃ ادا نہ کرے کیونکہ زکاۃ مالی حق ہے۔"

یہ زکاۃ مالی عبادت ہونے کے ساتھ متعدی (دوسرے لوگوں کو مستفید کرنے والی) عبادت ہے اور زکاۃ سابقہ امم پر بھی فرض تھی۔ زکاۃ کا دینا بخیل لوگوں پر بہت مشکل ہوتا ہے، اس لیے اس میں بہت بڑا امتحان ہے۔ زکاۃ کا دوسرا نام "صدقہ" ہے کیونکہ اس کی ادائیگی سے ایمان کی سچائی واضح ہوتی ہے۔

فائدہ نمبر۴: سابقہ آیات میں ایمان لانے کی دعوت اور زیر تفسیر آیت مبارکہ میں نماز اور زکاۃ کی تلقین کر کے باطنی اور ظاہری عبادات کو جمع کیا، اس طرح قلبی، بدنی اور مالی عبادات کو یکجا کیا گیا۔ [تفسیر السعدی]

فائدہ نمبر۵: (واركعوا مع الراكعين) سے محققین کی ایک جماعت نے باجماعت نماز کے "وجوب" کا استدلال کیا ہے اور عذر شرعی کے بغیر جماعت ترک کرنے والے کو مرتکب کبیرہ قرار دیا ہے۔ [تفسیر السعدی، فتاویٰ علماء البلد الحرام ۱۷۳] باجماعت نماز کے حکم میں اگرچہ علماء کا اختلاف ہے۔ [دیکھئے تفسیر القرطبی] لیکن راجح قول یہ ہے کہ باجماعت نماز واجب ہے۔ کتاب وسنت میں اس کے متعدد دلائل موجود ہیں۔ اختصاراً چند دلائل پر اکتفا کروں گا:

۱۔ نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں "جو شخص اذان سن کر مسجد نہ آئے تو اس کی نماز نہیں ہوتی مگر یہ کہ اس کو عذر شرعی ہو۔" اس کے راوی حضرت ابن عباس ؓ نے عذر شرعی کی تحدید خوف اور بیماری سے کی ہے۔ [أبو داؤد ح: ۵۵۱] اسی حدیث سے استدلال لیتے ہوئے حضرات صحابہ کرام: علی، ابن مسعود، اور ابوموسیٰ الأشعری ؓ نے بلا عذر جماعت سے پیچھے رہنے والے کی نماز نہ ہونے کا حکم صادر فرمایا ہے۔ [دیکھئے: مصنف عبدالرزاق ح: ۱۹۱۵، مصنف ابن أبی شیبة ۳۴۵/۱، الأوسط لابن المنذر ح: ۱۸۹۹] لیکن جمہور علماء نے اس حدیث کو نماز کے کامل نہ ہونے پر محمول کیا، کیونکہ دوسری بعض روایات کی رو سے بغیر جماعت کے بھی نماز ہو جاتی ہے، جیسا کہ نبی ﷺ نے فرمایا "جماعت کی نماز اکیلے شخص کی نماز سے ستائیس گنا فضیلت رکھتی ہے۔" [البخاری ح: ۶۴۵ عن ابن عمر] مگر ابن عباس ؓ کی حدیث اگرچہ جماعت کے شرط صحت ہونے پر دلالت نہ بھی کرے؛ لیکن وجوب جماعت کے لیے کم از کم دلیل قاطع کی حیثیت ضرور رکھتی ہے۔

۲۔ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں نابینا صحابی (عبداللہ بن ام مکتوم ؓ) حاضر ہوا اور عرض کیا "اے اللہ کے

رسول! بے شک مجھے مسجد میں ساتھ لانے والا راہنما میسر نہیں'' انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے اپنے گھر میں نماز پڑھنے کی اجازت طلب کی تو آپ ﷺ نے انہیں اجازت دے دی، جب واپس جانے لگے تو آپ ﷺ نے انہیں بلا کر فرمایا'' کیا اذان سنتے ہو؟'' انہوں نے عرض کیا'' جی ہاں'' تو آپ ﷺ نے فرمایا'' فـأجـب'' ''سواسے قبول کرو۔'' [مسلم المساجد ح٢٥٧ عن أبي هريرة ٥/١٥٥] سنن ابی داؤد کا لفظ ہے ''لا أجد لك رخصة'' ''میں تمہارے لیے کوئی اجازت نہیں پاتا۔'' [الصلاة باب ٤٧ ح٥٥٢]

اس حدیث کے مختلف طرق جمع کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ابن ام مکتومؓ نے گھر میں نماز پڑھنے کی اجازت لینے کے لیے درج ذیل سات عذر پیش کیے تھے: (۱) بینائی سے محرومی۔ (۲) گھر کی مسجد سے دوری۔ (۳) باقاعدگی سے ہمراہ لانے والا راہنما میسر نہ آنا۔ (۴) گھر اور مسجد کے درمیان کھجوروں اور دیگر اقسام کے درخت (۵) مدینہ طیبہ میں خطرناک کیڑوں اور درندوں کی کثرت۔ (۶) عمر رسیدہ ہونا۔ (۷) ہڈیوں کا کمزور ہونا۔ [صحیح مسلم برقم ١٤٨٤، صحيح الترغيب والترهيب ١/ ٢٧٦ - ٢٧٧]

مذکورہ حدیث کے مختلف الفاظ ذکر کرنے کے بعد استاذ محترم ڈاکٹر فضل الٰہی حفظہ اللہ فرماتے ہیں خلاصہ گفتگو یہ ہے کہ ''آپ ﷺ نے پیکر شفقت اور مجسمہ رحمت ہونے کے باوجود، سات عذر والے صحابی کو مسجد میں حاضر ہو کر با جماعت نماز ادا کرنے کا تاکیدی حکم ارشاد فرمایا اور واضح کیا کہ ان کے لیے گھر میں نماز پڑھنے کی قطعی طور پر کوئی گنجائش نہیں۔ جب ان سات عذروں کے باوجود مسجد میں با جماعت نماز چھوڑنے کی رخصت نہیں تو بلا عذر یا ان میں سے بعض عذروں کی بنا پر اسے ترک کرنے کی اجازت کیسے ہو سکتی ہے؟'' [دیکھئے: نماز با جماعت کی اہمیت ص ١٢٣]

۳۔ آپ ﷺ نے فرمایا'' اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے میں نے ارادہ کیا کہ لکڑیاں جمع کرنے کا حکم دوں پھر نماز کا حکم دوں، اس کے لیے اذان کہی جائے پھر کسی شخص کو حکم دوں کہ وہ لوگوں کی امامت کرائے پھر جماعت سے پیچھے رہنے والوں کے ہاں جا کر ان کے گھروں کو آگ لگا دوں، اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر ان لوگوں کو معلوم ہو کہ انہیں (جماعت میں شامل ہونے پر) ایک موٹی بوٹی یا دو اچھے کھر ملیں گے تو عشا کی نماز میں ضرور آتے۔'' [البخاری ح: ٦٤٤ عن أبي هريرة، مسلم المساجد ٥/ ١٥٣] امام بخاریؒ نے اسی حدیث سے با جماعت نماز کے واجب ہونے پر استدلال لیتے ہوئے عنوان قلم بند کیا ہے ''باب وجوب صلاة الجماعة'' حافظ ابن حجر اس کی شرح میں لکھتے ہیں'' باب کی حدیث سے با جماعت نماز کے فرض عین ہونے پر استدلال ظاہر ہے،